مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

آزادیٔ نسواں کا فریب

آج مغربی افکار کی یورش میں یہ پروپیگنڈہ ہر جگہ کیا جاتا ہے کہ اسلام کے اندر عورت کو نقاب اور پردے کے اندر گھونٹ دیا گیا ہے، اس کو چاردیواری کے اندر قید کردیا گیا ہے لیکن یہ سارا پروپیگنڈہ درحقیقت اس بات کا نتیجہ ہے کہ عورت کی تخلیق کا بنیادی مقصد معلوم نہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر کسی شخص کا اس بات پر ایمان ہے کہ اس کائنات کو پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں ،انسان کو پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں، مرد اور عورت دونوں کو پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں تو پھر ان کا مقصد تخلیق بھی معلوم کرے گا اور اگر خدانخواستہ اس پر ایمان نہ ہو تو پھر بات آگے نہیں چل سکتی اور اس زمانے میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اور لادینیت کے میدان میں روز بروز آگے بڑھتے چلے جارہے ہیں' ان کو بھی اللہ تعالیٰ ایسی نشانیاں اور علامات دکھا رہے ہیں' جن سے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے وجود کے قائل ہو رہے ہیں۔ لہٰذا اگر اللہ پر ایمان نہ ہو تو بات آگے چل ہی نہیں سکتی لیکن اگر اللہ پر ایمان ہے اور یہ پتہ ہے کہ اللہ نے اس کائنات کو پیدا کیا ہے اور مرد کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے، عورت کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے تو اب پیدائش کا مقصد بھی اسی سے پوچھنا چاہیے کہ مرد کو کیوں پیدا کیا؟ اور عورت کو کیوں پیدا کیا؟ اور دونوں کی تخلیق کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

یہ نعرہ آج بہت زور شور سے لگایا جاتا ہے کہ عورتوں کو بھی مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہیے، مغربی افکار نے یہ پروپیگنڈہ ساری دنیا میں کیا ہے لیکن یہ نہیں دیکھا کہ اگر مرد اور عورت دونوں ایک ہی جیسے کام کے لیے پیدا ہوئے تھے تو پھر دونوں کو جسمانی طور پر الگ الگ پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ مرد کا جسمانی نظام اور ہے، عورت کا جسمانی نظام اور ہے، مرد کا مزاج اور ہے اور عورت کا مزاج اور ہے، مرد کی صلاحیتیں اور ہیں، عورت کی صلاحیتیں اور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں صنفیں اس طرح بنائی ہیں کہ دونوں کی تخلیق ساخت اور اس کے نظام میں بنیادی فرق پایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ مرد اور عورت میں کسی طرح کا کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ خود فطرت کے خلاف بغاوت ہے اور مشاہدہ کا انکار ہے۔ اس لیے کہ یہ تو آنکھوں سے نظر آرہا ہے کہ مرد اور عورت کی ساخت میں فرق ہے۔ نئے فیشن نے مرد اور عورت کے فطری فرق کو مٹانے کی کتنی کوششیں کر دیکھیں' چنانچہ عورتوں نے مردوں جیسا لباس پہننا شروع کردیا اور مردوں نے عورتوں جیسا لباس پہننا شروع کردیا، عورتوں نے مردوں جیسے بال رکھنا شروع کردیئے اور مردوں نے عورتوں جیسے بال رکھنا شروع کردیئے۔ لیکن اس بات سے انکار اب بھی نہیں کیا جاسکتا کہ مرد اور عورت دونوں کا جسمانی نظام، صنفیں، انداز زندگی اور صلاحیتیں مختلف ہیں۔

قرآن کریم کی تعلیمات اور رسول کریم ﷺ کی تعلیمات سے کسی ادنیٰ شبہ کے بغیر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ درحقیقت انسانی زندگی دو مختلف شعبوں پر منقسم ہے۔ ایک گھر کے اندر کا شعبہ ہے اور ایک گھر کے باہر کا شعبہ ہے۔ یہ دونوں شعبے ایسے ہیں کہ ان دونوں کو ساتھ لئے بغیر ایک متوازن اور معتدل زندگی نہیں گزاری جاسکتی۔ گھر کا انتظام بھی ضروری ہے اور گھر کے

باہر کا انتظام بھی ضروری ہے۔ جب دونوں کام ایک ساتھ اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک ٹھیک چلیں گے تب انسان کی زندگی استوار ہوگی اور اگر ان میں سے ایک انتظام بھی ختم یا ناقص ہوگیا تو اس سے انسان کی زندگی میں توازن ختم ہوجائے گا۔

ان دونوں شعبوں میں، اللہ تعالیٰ نے یہ تقسیم فرمائی کہ مرد کے ذمے گھر کے باہر کے کام لگائے، مثلاً کسب معاش (یعنی روزی کمانے کا کام) سیاسی اور سماجی کام وغیرہ۔ یہ سارے کام درحقیقت مرد کے ذمے عائد کیے ہیں اور گھر کے اندر کا شعبہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں کے حوالے کیا ہے، وہ اس کو سنبھالیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم آجاتا کہ عورت باہر کا انتظام کرے گی اور مرد گھر کا انتظام کرے گا تو بھی کوئی چون و چرا کی مجال نہیں تھی۔ لیکن اگر عقل کے ذریعے انسان کی فطری تخلیق کا جائزہ لیں تو عورت گھر کے اندر کا کام کرے، اس لیے مرد اور عورت کے درمیان اگر تقابل کر کے دیکھا جائے تو ظاہر ہوگا کہ جسمانی قوت جتنی مرد میں ہے، اتنی عورت میں نہیں اور کوئی شخص بھی اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے مرد میں عورت کی نسبت جسمانی قوت زیادہ رکھی ہے اور گھر کے باہر کے کام قوت کا تقاضا کرتے ہیں، محنت کا تقاضا کرتے ہیں، وہ کام قوت اور محنت کے بغیر انجام نہیں دیئے جاسکتے، لہٰذا اس فطری تخلیق کا بھی تقاضا یہی تھا کہ گھر کے باہر کا کام مرد انجام دے اور گھر کے اندر کے کام عورت کے سپرد ہوں۔

جس ماحول میں معاشرے کی پاکیزگی کی کوئی قیمت ہی نہ رکھتی ہو اور جہاں عفت و عصمت کی بجائے اخلاق باختگی اور حیا سوزی کو منتہائے مقصود سمجھا جاتا ہو، ظاہر ہے کہ وہاں اس تقسیم کار، پردہ اور احیاء کو نہ صرف غیر ضروری بلکہ راستے کی رکاوٹ سمجھا جائے گا۔ چنانچہ جب مغرب نے تمام اخلاقی اقدار کو مصیبت سمجھا۔ ایک طرف تو اس کی ہوسناک طبیعت عورت کی کوئی ذمہ داری قبول کیے بغیر قدم قدم پر اس سے لطف اندوز ہونا چاہتی تھی اور دوسری طرف وہ اپنی قانونی بیوی کی معاشی کفالت کو بھی ایک بوجھ تصور کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے دونوں مشکلات کا جو عیارانہ حل نکالا، اس کا خوبصورت اور معصوم نام ''تحریک آزادیٔ نسواں'' ہے۔ عورت کو یہ پڑھایا گیا کہ تم اب تک گھر کی چاردیواری میں قید رہی ہو، تمہیں آزادی کے ہر کام میں حصہ لینا چاہیے۔ اب تک تمہیں حکومت و سیاست کے ایوانوں سے بھی محروم رکھا گیا ہے، اب تم باہر آکر زندگی کی جدوجہد میں برابر کا حصہ لو تو دنیا بھر کے اعزازات اور اونچے اونچے منصب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

عورت بے چاری ان دلفریب نعروں سے متاثر ہوکر گھر سے باہر آگئی اور پروپیگنڈے کے تمام وسائل کے ذریعے شور مچا مچا کر اسے یہ باور کرادیا گیا کہ اسے صدیوں کی غلامی کے بعد آج آزادی ملی ہے اور اب اس کے رنج و محن کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ ان دلفریب نعروں کی آڑ میں عورت کو گھسیٹ کر سڑکوں پر لایا گیا، اسے دفتروں میں کلرکی عطا کی گئی، اسے اجنبی مردوں کی پرائیویٹ سیکرٹری کا منصب بخشا گیا، اسے ''اسٹینو ٹائپسٹ'' بننے کا اعزاز دیا گیا۔ اسے تجارت چمکانے کے لیے ''سیلز گرل'' اور ''ماڈل گرل'' بننے کا شرف بخشا گیا اور اس کے ایک ایک عضو کو برسر بازار رسوا کر کے گاہکوں کو دعوت دی گئی کہ آؤ اور ہم سے مال خریدو، یہاں تک کہ وہ عورت جس کے سر پر دین فطرت نے عزت و آبرو کا تاج رکھا تھا اور جس کے گلے میں عفت و عصمت کے ہار ڈالے تھے، تجارتی اداروں کے لیے ایک شوپیس اور مرد کی تھکن دور کرنے کے لیے ایک تفریح کا سامان بن کر رہ گئی۔